مسجد نبوی کی تعمیر

فضیلت اور تاریخ

تحریر: عبدالمالک مجاہد

راقم الحروف کو سعودی عرب کی سرزمین پر رہتے ہوئے کم و بیش 32 سال ہو چکے ہیں۔ اس دوران میں الحمدللہ سینکڑوں مرتبہ مسجد نبوی شریف میں نماز پڑھنے کا موقع ملا۔ جب بھی وہاں گئے، واپس آنے کو جی نہیں چاہا۔ ان 32 سالوں میں مسجد نبوی کی تعمیر و ترقی میں بہت زیادہ کام ہوا ہے، اُس دور میں یہ نسبتاً چھوٹی مسجد تھی۔ آج یہ مسجد الحرام کے بعد دنیا کی سب سے بڑی مسجد بن چکی ہے۔ یہاں ہر وقت توسیع کا کام جاری رہتا ہے۔ جب بھی حاضری کا موقع ملا مسجد نبوی میں کوئی نہ کوئی تبدیلی ضرور نظر آئی۔ اس مسجد کی اپنی تابناک تاریخ ہے کہ جس نے اسلامی تاریخ کا رخ موڑ کر رکھ دیا۔

تاریخ کا مسافر اللہ کے رسول ﷺ کی مدینہ طیبہ آمد سے قبل تصور کی آنکھ سے یثرب نامی شہر کو دیکھ رہا ہے۔ بنونجار کا قبیلہ یثرب کے نمایاں قبائل میں سے تھا۔ قریش جب تجارت کیلئے شام جاتے تو یثرب ان کے راستے میں پڑتا تھا۔ اللہ کے رسول ﷺ کے پردادا سردار ہاشم نہ صرف بڑے تاجر بلکہ بہت بڑے قائد اور رہنما بھی تھے۔ ایک مرتبہ سفر پر جا رہے تھے کہ یثرب میں قیام کے دوران بنونجار کی ایک محترم خاتون سیدہ سلمٰی سے نکاح کر لیا۔ اس محترم خاتون کو یہ اعزاز حاصل ہوا کہ وہ اللہ کے رسول ﷺ کی پردادی بنتی ہیں۔ ان کے ہاں جو بیٹا پیدا ہوا اس کا نام شیبہ تھا۔ شیبہ، عبدالمطلب کی کنیت سے مشہور ہوئے جو اللہ کے رسول ﷺ کے دادا محترم تھے۔ اس اعتبار سے بنو نجار کا قبیلہ اللہ کے رسول ﷺ کا ننھیال بنا۔ یہی وجہ ہے کہ جب اللہ کے رسول ﷺ ہجرت کے سفر میں قبائل میں چند دن قیام فرما کر مدینہ کی طرف گئے تو جن لوگوں نے آپ ﷺ کا پرجوش استقبال کیا ان میں بنونجار کے نوجوان پیش پیش تھے۔ وہ باقاعدہ ہتھیار باندھے خوبصورت لباس پہنے کھڑے تھے۔ ہر قبیلے کی طرح ان کی بھی خواہش تھی کہ اللہ کے رسول ﷺ ان کے ہاں قیام فرمائیں۔ آپ ﷺ نے لوگوں سے فرمایا، میری اونٹنی کا راستہ چھوڑ دیں یہ اللہ کی طرف سے مامور ہے جہاں اسے حکم ہوگا یہ بیٹھ جائے گی۔ چنانچہ اونٹنی عین اس میدان میں جہاں آج کل مسجد

نبوی ہے، پہنچ کر بیٹھ گئی۔ یہ جگہ دو یتیم بچوں سہل اور سہیل کی تھی، ان کے والد کا نام رافع بن ابی عمرو تھا۔ والد کی وفات کے بعد وہ سیدنا اسعد بن زرارہ کے زیر پرورش رہے۔ اسی میدان میں کھجوریں خشک کی جاتی تھیں۔ ایک کونے میں مشرکین کی پرانی قبریں اور کچھ مکانوں کے کھنڈر تھے۔ ایک طرف نشیبی جگہ تھی جہاں بارش کے موسم میں پانی جمع ہو جاتا تھا۔ اللہ کے رسول ﷺ کی اونٹنی بیٹھی تو بنو نجار کے ابو ایوب انصاریؓ دوڑتے ہوئے آئے اور لپک کر کجاوہ اٹھالیا اور اپنے گھر چل دیئے۔ اللہ کے رسول ﷺ نے فرمایا کہ آدمی اپنے کجاوے کے ساتھ ہی ہوتا ہے۔ اللہ کے رسول ﷺ اپنے ننھیال کو عزت دینا چاہتے تھے، اللہ تعالیٰ کی مرضی بھی یہی تھی، چنانچہ اونٹنی سیدنا ابو ایوبؓ کے گھر کے عین سامنے بیٹھ گئی۔ بعدازاں اللہ کے رسول ﷺ نے اسی جگہ کو مسجد کی تعمیر کے لیے پسند فرمایا۔ آپ ﷺ نے فرمایا: ''مسجد کی جگہ خریدی جائے۔'' سیدنا ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ کو حکم ہوا کہ وہ اس جگہ کی قیمت ادا کر دیں۔ انہوں نے زمین کے مروجہ نرخوں کے مطابق دس دینار ان یتیم بچوں کو ادا کیے۔ اس سے پہلے بنو نجار کی طرف سے یہ پیش کش آ چکی تھی کہ ہم یہ جگہ مفت دیتے ہیں مگر آپ ﷺ نے ان کی پیش کش کو قبول نہ فرمایا اور زمین کی قیمت ادا کی۔

مسجد کی تعمیر کا مرحلہ آیا تو پہلے اس کے میدان کو ہموار کیا گیا، نشیبی جگہ پر مٹی ڈالی گئی، کھجوروں کے درختوں کو کاٹا گیا، قبروں کو اکھاڑا گیا اور ان سے جو ہڈیاں نکلیں انھیں دوسری جگہ دبا دیا گیا اور پھر مسجد نبوی کی بنیادیں کھودنے کا کام شروع ہوا۔ صحابہ کرامؓ کو جب علم ہوا کہ مسجد کی تعمیر کا کام شروع ہوا ہے تو وہ نہایت جوش وخروش سے اس کی تعمیر میں حصہ لیتے ہیں۔ صحابہ کرام رضی اللہ عنھم کے اس گھر کے معمار تھے اور مزدور بھی۔ اللہ کے رسول ﷺ نے کچی اینٹیں بنانے کا حکم دیا۔ 3 ہاتھ گہری بنیادیں کھودی گئیں اور باقاعدہ تعمیر کا کام شروع ہو گیا۔ اس وقت اہل اسلام کا قبلہ بیت المقدس تھا جو شمال کی جانب تھا۔ گویا مسجد کا قبلہ احد پہاڑ کی جانب تھا، مسجد 70 ہاتھ یعنی 35 میٹر لمبی اور 60 ہاتھ یعنی 30 میٹر چوڑی تھی۔ بنیادیں پتھروں سے بھری گئیں اور تین ہاتھ کی اونچائی تک دیواریں بھی انھیں پتھروں سے بنائی گئیں۔ مسجد کے تین دروازے تھے، ایک سامنے والا دروازہ شمال کی جانب اور دو دروازے مشرق اور مغرب کی جانب رکھے گئے۔ نچلی دیواریں پتھر کی تھیں، ان کے اُوپر کچی اینٹوں سے دیواریں بنائی گئیں۔ کیا روح پرور منظر تھا کہ اس مسجد کی تعمیر میں معمار اور مزدور سبھی صحابہ کرامؓ ہیں۔ اللہ کے رسول ﷺ بھی بنفس نفیس تعمیر میں بڑھ چڑھ کر حصہ لے رہے ہیں اور اپنے ساتھیوں کی ہمت افزائی فرما رہے ہیں۔ صحابہ کرامؓ میں سے کچھ اینٹیں بنا رہے ہیں اور کچھ انھیں اُٹھا اُٹھا کر دیواریں بنا رہے ہیں۔ انھی میں طلق بن علی الیمامیؓ کو اللہ کے رسول ﷺ نے دیکھا کہ وہ بڑی مہارت سے اینٹیں بنا رہا ہے اور ان کو دیوار پر رکھ رہا ہے۔ زبان نبوت سے ارشاد

ہوتا ہے: ''اس یمامی کو اینٹیں رکھنے اور دیوار بنانے کا موقع دو کہ یہ بہت اچھا معمار ہے۔''

یمامی کون ہیں اور یہ صحابی کیسے وہاں پہنچے اور انہیں یہ سعادت کیسے ملی؟ یمامہ ریاض کے قرب و جوار میں واقع ہے، وہاں سے ایک وفد اللہ کے رسول ﷺ کے پاس مدینہ منورہ میں آتا ہے جن میں طلق بن علیؓ بھی شامل ہیں۔ وہ کہتے ہیں کہ ہم نے اللہ کے رسول ﷺ کو بتایا کہ ہمارے علاقے میں عیسائیوں کا گرجا ہے۔ آپؐ نے پانی منگوا کر کلی کی اور پانی کو ہمارے برتن میں ڈال دیا، ہم نے آپؐ کے وضو کا بچا ہوا پانی لیا۔ آپؐ نے ارشاد فرمایا: ''اس پانی کو اپنے ساتھ لے جاؤ جب تم اپنے علاقے میں جاؤ تو گرجے کو گرا کر وہاں اس پانی کا چھڑکاؤ کر کے وہاں مسجد بنا دینا۔'' ہم نے عرض کی: اللہ کے رسول ﷺ ہمارا علاقہ تو یہاں سے بہت دور ہے، راستے میں پانی خشک ہو جائے گا؟ ارشاد فرمایا: ''اس پانی میں مزید پانی ملا دینا اس کی برکت میں کمی کی بجائے اضافہ ہی ہوگا۔'' ہم نے واپسی کا سفر شروع کیا، باری باری اس برتن کو اٹھاتے ہوئے اپنے علاقے میں جا پہنچے۔ اللہ کے رسول ﷺ کی ہدایت کے مطابق عمل کیا۔ ہمارے پادری کا تعلق بنو طے قبیلے سے تھا۔ جب ہم نے اذان دی تو اس نے کہا کہ یہ آواز حق کی دعوت ہے، وہ وہاں سے بھاگ گیا۔ اس کے بعد کسی نے اسے نہیں دیکھا۔ [سنن النسائی: 702]

طلق بن علی رضی اللہ عنہ جو اس وفد کا رکن تھا، کو یہ اعزاز حاصل ہوا کہ انہوں نے صحابہ کرامؓ کے ساتھ مل کر مسجد نبوی کی تعمیر میں نمایاں حصہ لیا اور بڑے فخر سے مسجد کی تعمیر اور اپنے سفر کا واقعہ بیان کیا اور واقعی وہ جتنا بھی فخر کریں کم ہے کہ اللہ کے رسول ﷺ نے ان کے معمار ہونے کی تعریف فرمائی ہے۔

مسجد نبوی کے ستون کھجور کے تنوں کے تھے اور کھجور ہی کی شاخوں اور پتوں کی چھت تھی۔ چھت کوئی زیادہ بلند نہ تھی، لمبا آدمی ہاتھ اُٹھا کر چھت چھو سکتا تھا، اونچائی کم و بیش ساڑھے سات فٹ تھی۔ چھت پر ہلکی ہلکی مٹی کا لیپ بنایا گیا جب بھی بارش ہوتی تو چھت ٹپکتی اور کیچڑ ہو جاتا۔ کچھ عرصے بعد کچے فرش پر کنکریاں بچھا دی گئیں اور چھت پر مزید مٹی ڈال کر لپائی کر دی گئی۔

مسجد کی شمال کی جانب ایک چبوترہ بنایا گیا جس پر کھجور کے پتوں اور شاخوں کی چھت تھی، یہ ''صفہ'' کہلاتا تھا۔ یہاں وہ صحابہ رہتے تھے جن کا کوئی گھر بار نہ تھا۔ وہ اللہ کے رسول ﷺ سے تعلیم و تربیت حاصل کرتے تھے۔ ان کی تعداد گھٹتی بڑھتی رہتی تھی۔ ان کیلئے کھانے پینے کا کوئی مستقل انتظام نہ تھا۔ انصار کے باغات تھے وہ کھجوروں کے خوشے مسجد میں لٹکا دیتے۔ اہل صفہ کے پاس کھانے کو کچھ نہ ہوتا تھا، ان میں سے جب کوئی آتا عصا سے خوشے کو ضرب لگاتا اور تر و خشک کھجوریں کھا لیتا۔ مسجد کی تعمیر میں صحابہ کرامؓ ایک ایک اینٹ اور پتھر اٹھاتے اور رجز پڑھتے:

(اللّٰهُمَّ لَا عَيْشَ إِلَّا عَيْشُ الآخِرَة فَاغْفِرْ لِلَأنْصَارِ وَالْمُهَاجِرَه)

''اے اللہ! زندگی تو بس آخرت کی زندگی ہے، انصار اور مہاجرین کو بخش دے۔''

سیدنا عمار بن یاسرؓ کی مسجد کے ساتھ محبت کا یہ عالم ہے کہ وہ ایک کی بجائے دو دو اینٹیں اٹھا کر لا رہے ہیں۔ اللہ کے رسول ﷺ نے انہیں دیکھا تو شفیق نبیؐ اپنے ساتھی کے جسم سے مٹی جھاڑنے لگے اور ساتھ وحی الٰہی سے یہ پیش گوئی فرمائی، کہ انہیں ایک باغی گروہ قتل کرے گا۔ [صحیح بخاری: 447]

صحابہ کرامؓ اللہ کے رسول ﷺ کو کام کرتے دیکھتے تو ان کے جوش و خروش میں مزید اضافہ ہو جاتا، وہ پکار اٹھتے: (لئن قعدنا والنبی یعمل لذاک منا العمل المضلل)

''اگر ہم بیٹھے رہیں اور اللہ کے رسول ﷺ کام کریں تو ہمارا یہ کام گمراہی کا کام ہوگا۔''

اللہ کے رسول ﷺ نے مسجد کے بازو میں چند مکانات بھی تعمیر کروائے جن کی دیواریں کچی اینٹوں کی تھیں، چھتیں کھجور کے تنے ڈال کر اس کی شاخوں اور پتوں سے بنائی گئی تھیں، یہی اللہ کے رسول ﷺ کی ازواج مطہراتؓ کے حجرے تھے۔ ان حجروں کی تکمیل کے بعد اللہ کے رسول ﷺ سیدنا ابو ایوب انصاریؓ کے گھر سے یہاں منتقل ہو گئے۔

مسجد نبوی صرف نماز پڑھنے کی جگہ نہ تھی بلکہ یہ اسلامی حکومت کا سیکرٹریٹ بھی تھا۔ اللہ کے رسول ﷺ نے یہاں پر اپنے صحابہؓ کی تعلیم و تربیت اور تزکیہ نفس کا اہتمام کیا۔ یہیں سے مختلف علاقوں میں ہر طرح کی مہمات روانہ ہوتیں۔ مسجد کے کچے صحن میں مجلس شوریٰ اور مجلس انتظامیہ کے اجلاس منعقد ہوتے تھے۔ مسجد کی تعمیر کے کچھ عرصہ بعد ہی اذان کا اہتمام کیا گیا۔ دن میں پانچ مرتبہ اللہ رب العزت کی کبریائی کا یہ نغمہ اپنے مقررہ وقت پر بلند ہوتا۔ سیدنا بلال بن رباح رضی اللہ عنہ کو یہ اعزاز حاصل ہوا کہ وہ مسجد نبوی کے پہلے مؤذن مقرر ہوئے۔

اسلام نہایت تیزی سے پھیلتا چلا گیا۔ ابتدا میں مسجد زیادہ وسیع نہ تھی۔ جیسے جیسے مسلمانوں کی تعداد میں اضافہ ہوا مسجد تنگیٔ داماں کا شکوہ کرنے لگی۔ یہی وجہ ہے کہ ہر دور میں مسجد کی توسیع اور تعمیر کا کام جاری رہا۔ مسجد نبوی کی عظمت اور رفعت کا ایک مظہر یہ بھی ہے کہ مسجد نبوی، مسجد حرام اور مسجد اقصیٰ کے سوا کسی اور مقام کو متبرک سمجھ کر اس کی طرف لمبا سفر نہیں کیا جا سکتا۔ صحیح بخاری اور صحیح مسلم میں حدیث ہے اللہ کے رسول ﷺ نے ارشاد فرمایا: ''تین مساجد کے سوا کسی مقام کو متبرک سمجھ کر اس کی طرف لمبا سفر نہیں کیا جا سکتا، مسجد حرام، مسجد نبوی اور مسجد اقصیٰ۔''

مسجد نبوی کا شمار بھی ان مساجد میں ہے جن کی بنیاد شروع دن ہی سے تقویٰ پر رکھی گئی ہے۔ اللہ کے

رسول ﷺ نے اپنے دست مبارک سے اس کی بنیاد رکھی۔ مسجد نبوی کی ایک فضیلت یہ بھی ہے کہ یہاں پڑھی ہوئی ایک نماز دیگر مساجد میں پڑھی جانے والی ہزار نماز سے افضل ہے۔ یہ بات بھی ذہن نشین رہے مسجد نبوی میں پڑھی ہوئی نماز کی دوسری مساجد میں چھ ماہ نماز پنجگانہ پڑھنے پر فضیلت اپنی جگہ مگر گنتی کے لحاظ سے وہ ایک نماز ہی شمار ہوگی، کسی دوسری نماز کی جگہ کفایت نہیں کرے گی۔ بیت الحرام میں ایک نماز کا ثواب ایک لاکھ نماز کے برابر ہے اور اس کی بھی یہی صورت ہے۔

علماء کرام اس بات پر متفق ہیں کہ مسجد نبوی میں جس قدر بھی توسیع ہوئی ہے یا قیامت تک ہوگی اس توسیع شدہ جگہ پر بھی نماز ادا کرنے والا اس فضیلت سے محروم نہیں رہے گا۔ اس کیلئے بھی اتنا ہی اجر ہے جتنا اجر دور نبوی میں بنی ہوئی مسجد میں نماز ادا کرنے والے کا ہے۔ مسجد نبوی کی فضیلت کے متعلق اللہ کے رسول ﷺ سے متعدد احادیث منقول ہیں۔ سیدنا ابو ہریرہؓ بیان کرتے ہیں کہ اللہ کے رسول ﷺ نے فرمایا، جو بھی شخص اپنے گھر سے چل کر میری مسجد میں آتا ہے، اس کے ایک ایک قدم اٹھانے پر نیکی لکھ دی جاتی ہے۔ جب وہ اپنا قدم زمین پر رکھتا ہے اس کی خطائیں معاف ہوتی چلی جاتی ہیں۔" (صحیح ابن حبان) سنن ابن ماجہ کی ایک صحیح روایت میں ہے کہ آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا، جو بھی شخص اس مسجد میں آئے، اس کا ارادہ صرف خیر سیکھنے یا سکھانے کا ہو، اس کا مقام و مرتبہ جہاد فی سبیل اللہ میں حصہ لینے والے کے برابر ہوگا۔ جس کا مقصد اس کے علاوہ کچھ اور ہوا، اس کی مثال ایسے شخص کی ہے جو کسی دوسرے کے سامان کی تاڑ میں ہو۔ [سنن ابن ماجہ: 227]

قارئین کرام! مسجد نبوی اس مقدس شہر کے قلب میں واقع ہے جو کائنات کا دوسرا مقدس ترین شہر ہے۔ یہ اللہ کے رسول ﷺ کا شہر ہے۔ اس کے بارے میں آپ ﷺ نے اللہ تعالیٰ سے یہ دُعا فرمائی تھی: اے اللہ! مدینہ کی محبت ہمارے دلوں میں مکہ کی محبت سے بھی بڑھا دے۔ اے اللہ! ہمارے غلے اور پیداوار میں برکت فرما۔ اس کی آب وہوا کو ہمارے موافق بنا دے اور اس کا موسمی بخار جحفہ میں منتقل فرما دے۔ [صحیح بخاری: 1889]

مدینہ طیبہ کی فضیلت کے متعلق ایک اور حدیث بیان کر کے ہم اپنی بات آگے بڑھاتے ہیں۔

آپ ﷺ نے فرمایا: "قیامت کے نزدیک ایمان مدینہ کی طرف اس طرح لوٹ آئے گا جیسے خطرے کے وقت سانپ اپنے بل کی طرف لوٹتا ہے۔" [صحیح بخاری: 1876]

نبی کریم ﷺ نے جب ایک ہجری میں اس مسجد کی بنیاد رکھی تو اس کا رقبہ 1050 مربع میٹر تھا۔

مسجد نبوی کی پہلی توسیع غزوہ خیبر کے بعد ہوئی۔ مسلمانوں کی تعداد بڑھ چکی تھی۔ اللہ کے رسول ﷺ

کے حکم پر مسجد کی توسیع کی گئی۔ یہ توسیع چوڑائی میں چالیس ہاتھ اور لمبائی میں تیس ہاتھ کے بقدر تھی۔ اس طرح مسجد مربع کی صورت اختیار کر گئی اور اس کا کل رقبہ 2500 مربع میٹر ہو گیا۔ البتہ قبلہ کی طرف مسجد اپنی پہلی بنیادوں پر ہی رہی۔ اس کی بنیاد پتھروں کی تھی۔ دیواریں کچی اینٹوں سے بنائی گئی تھیں اور ستون کھجور کے تنوں کے تھے۔ چھت سات ہاتھ اونچی تھی۔ توسیع شدہ یہ خطہ سیدنا عثمانؓ نے خرید کر وقف کیا تھا۔ پھر مختلف ادوار میں سربراہان مملکت نے توسیع کے اس عمل کو جاری رکھا حتی کہ آل سعود کی حکومت قائم ہوگئی۔ ان کے عہد میں توسیعات ہوتی رہیں۔ ملک عبدالعزیز رحمہ اللہ کے دور میں توسیع کا عمل جاری رہا۔ ملک فہد بن عبدالعزیز رحمہ اللہ کے عہد مبارک میں خاصہ توسیع کی گئی۔ ان کے بعد خادم الحرمین الشریفین ملک عبداللہ بن عبدالعزیز کے عہد مبارک میں مشرقی جانب ایک بڑی توسیع عمل میں لائی گئی۔ بڑے بڑے ہوٹل اور عمارات گرا کر اس خطہ اراضی کو مسجد میں شامل کر دیا گیا۔ ان تمام توسیعات کے بعد مسجد کا اندرونی رقبہ 98,500 مربع میٹر اور مسجد کے بیرونی صحنوں کا کل رقبہ 2,35,000 مربع میٹر ہے۔

مسجد کے نیچے ایک وسیع ایریا میں دو منزلوں پر مشتمل پارکنگ کا اہتمام ہے۔ پارکنگ فلورز میں 4500 گاڑیاں کھڑی کرنے کی گنجائش موجود ہے۔ فلور میں گاڑی پارک کرنے کا کرایہ بھی معمولی سا لیا جاتا ہے۔ چونکہ حمامات بھی زیریز میں ہے، اس لیے گاڑی پارک کرنے کے بعد حمامات تک پہنچنا نہایت آسان ہے۔ وضو کر کے فارغ ہوں تو برقی سیڑھیاں مسجد کے صحن میں پہنچانے کا کام دیتی ہیں۔

حال ہی میں شاہ عبداللہ بن عبدالعزیز حفظہ اللہ کے عہد حکومت میں مسجد کے صحن میں چاروں طرف برقی چھتریاں لگانے کا منصوبہ تشکیل دیا گیا ہے۔ اس منصوبے کا مقصد زائرین کرام کو دھوپ اور بارش سے تحفظ فراہم کرنا ہے۔ ہر چھتری مربع شکل کی ہے۔ ہر چھتری طول و عرض میں 18 میٹر کا احاطہ رکھتی ہے۔ ابتدا میں منصوبہ 182 چھتریوں پر مشتمل تھا۔ کچھ عرصے بعد اس منصوبے میں توسیع کے بعد مشرقی جانب 68 چھتریوں کا اضافہ کیا گیا۔ چنانچہ اب یہ برقی چھتریاں مسجد کے چاروں اطراف میں ایک لاکھ تینتالیس ہزار مربع میٹر رقبہ پر پھیل گئی ہیں۔ ان میں سے ہر ایک چھتری کے نیچے تقریباً 800 افراد نماز ادا کر سکتے ہیں۔ چھتری جب بند ہوتی ہے تو اس کی بلندی 21 میٹر 70 سینٹی میٹر ہوتی ہے۔ مسجد کی جنوبی جانب چھ راستوں پر بھی چھت ڈالی گئی ہے تاکہ نمازی حضرات ان کے زیر سایہ آسانی سے آجا سکیں۔ اس تمام منصوبے پر اخراجات کا تخمینہ چار ارب، ستر کروڑ ریال کا لگایا گیا ہے۔

مسجد میں پہلے 4 مینار تھے۔ خادم الحرمین الشریفین کی طرف سے توسیع کے بعد 6 میناروں کا مزید اضافہ کیا

گیا ہے۔اب ان میناروں کی مجموعی تعداد 10 ہو چکی ہے۔اس وقت مسجد میں دس لاکھ افراد کے نماز ادا کرنے کی گنجائش موجود ہے۔

مسجد کے لاؤڈ سپیکرز کا نظام کچھ یوں ہے کہ مسجد میں 600 ''واٹ'' کے 260 ایمپلی فائر نصب کیے گئے ہیں۔ان کے ساتھ 3000 سپیکر منسلک ہیں۔یہ سپیکر مسجد کے کونے کونے میں اور تمام میناروں میں نصب ہیں۔اس کثیر تعداد کی وجہ سے مسجد کے اندر اور باہر آواز بہت آسانی سے سنائی دیتی ہے۔

مسجد میں آب زمزم اور عام پانی پلانے کا وسیع انتظام ہے۔مکہ مکرمہ سے روزانہ زم زم لایا جاتا ہے۔آب زم زم کو زیرزمیں اور بالائی ٹینکیوں میں حفظان صحت کے اصولوں کے عین مطابق محفوظ کیا جاتا ہے۔

مسجد میں بجلی کی فراہمی کے لیے دنیا کا جدید ترین نظام قائم کیا گیا ہے۔پاور ہاؤس کا رقبہ 11000 مربع میٹر ہے۔اس میں 6 جنریٹر نصب کیے گئے ہیں جن میں سے ہر ایک کی پیداواری صلاحیت 2.5 میگاواٹ ہے۔ان میں سے پانچ مسجد کیلئے اور ایک پارکنگ فلور کے لیے خاص ہے۔چار جنریٹر ہر وقت کام کرتے ہیں اور 10 میگاواٹ بجلی پیدا کرتے ہیں۔ایک جنریٹر ہنگامی حالت کے لیے موجود رہتا ہے۔

مسجد کی ائیر کنڈیشنگ کا نظام غالباً دنیا کا سب سے بڑا نظام ہے۔اس کیلئے مسجد سے کئی کلومیٹر دور ایک چھوٹا سا شہر آباد کیا گیا ہے۔یہاں پر اس مقصد کیلئے چھ مشینیں نصب کی گئی ہیں جن میں سے ہر ایک کی ٹھنڈک پہنچانے کی صلاحیت 3400 ٹن ہے۔یہ تمام مشینیں مجموعی طور پر 20400 ٹن ٹھنڈک فراہم کرتی ہیں۔ان کے علاوہ دو چھوٹی مشینیں مسجد کی عمارت کے باہر نصب کی گئی ہیں جن میں سے ہر ایک کی پیداواری صلاحیت 240 ٹن ہے۔

میں ایک بار ویٹی کن سٹی کو دیکھنے گیا۔دنیا کے اس عظیم ترین گرجا گھر کو خوبصورت بنانے میں عیسائیوں نے کوئی کمی نہیں چھوڑی۔انہوں نے اس کی دیواروں پر سونے کا بے پناہ استعمال کیا ہے۔نہ جانے کیوں میرے ذہن میں اس کا مقابلہ حرمین شریفین سے کرنے کا خیال آیا کہ خوبصورتی، صفائی، تنظیم اور اہتمام کے اعتبار سے برتری کس کو حاصل ہے۔میں چند روز قبل ہی مدینہ منورہ سے آیا تھا۔ملک فہد بن عبدالعزیز رحمہ اللہ کے عہد میں کی جانے والی مسجد نبوی کی توسیع کچھ عرصہ قبل ہی مکمل ہوئی تھی۔میں نے دونوں عمارتوں کا موازنہ کیا، یقین کیجئے! کہ مسجد نبوی کی خوبصورتی ویٹی کن سٹی سے کہیں زیادہ بہتر اور عمدہ ہے۔میں نے بے اختیار ملک فہد رحمہ اللہ کی بلندی درجات کیلئے بارگاہ رب العزت میں ہاتھ اٹھادیے۔